سلسلہ ۲۲۹۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایمان جان سے زیادہ عزیز ہونا چاہیے

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب

مجھے صرف چند باتیں عرض کرنی ہیں ایک تو یہ کہ اگر میں آپ سے کوئی معاہدہ کرتا تو یہ کرتا کہ آپ اس احساس و شعور کو زندہ رکھیں کہ ایمان جان سے زیادہ پیارا ہے اور ہم یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ بچہ کی جان سے اس کی صحت سے اس کا ایمان زیادہ عزیز ہے، ایمان زیادہ قیمتی ہے اس کے لئے میں آپ کے سامنے قرآن کریم کی دو آیتوں سے استدلال کرتا ہوں اور جب بھی پڑھتا ہوں مجھے حیرت ہوتی ہے اور وہ حیرت ختم نہیں ہوتی، لیکن مجھے اندیشہ بلکہ میرا احساس یہ ہے کہ بہت کم لوگوں نے اس سے صحیح نتیجہ نکالا ہے۔ اسلاف کرام اور مفسرین عظام کا ذہن بیشک ان چیزوں کی طرف گیا ہوگا۔ جہاں ہمارا نہیں جاسکتا لیکن آج کے پڑھنے والے بہت کم یہ نتیجہ نکالتے ہیں قرآن مجید کی سورہ کہف میں آخر یہ قصہ کیوں بیان کیا گیا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ایک لڑکے کی جان لے لی اور وہ بھی ایک اولو العزم اور ایک عظیم الشان پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی اور رفاقت میں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت

www.abulhasanalinadwi.org

خضر علیہ السلام سے جب پوچھا کہ آپ نے بچہ کے ساتھ یہ کیا معاملہ کیا؟ اس کا کیا جرم تھا؟ اور کیا وہ جرم ایسا تھا کہ اس کی جان لے لی جائے؟ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کہ اس کے ماں باپ دونوں صاحب ایمان اور نیک تھے اور یہ بچہ فتنہ بننے والا تھا' اگر یہ زندہ رہ جاتا تو اپنے ماں باپ کے ایمان کے لئے خطرہ بنتا تو میں نے اس لئے ان کو اس خطرہ سے بچالیا اور اس کی جان لے لی کہ اللہ اور اولاد دے گا' آج کہیں پوری دنیائے اسلام میں بڑی سے بڑی آزاد حکومت اور شرعی حکومت بھی اس پر عمل نہیں کر سکتی' آپ سب جانتے ہیں کہ اس پر عمل کرنا بالکل حرام اور ناجائز ہے کہ محض اس خطرے سے کہ یہ بچہ کبھی فتنہ بن جائے گا (اور بہت سے بچے فتنہ بن رہے ہیں اور ہم دیکھ رہے ہیں) اس کی جان لینے کی اجازت نہیں' اور جان لینا تو جان لینا ہے کوئی اور بہت بڑی سزا معصومیت کی حالت میں نہیں دی جاسکتی' اور یہاں سوال پیدا ہوگا کہ پھر قرآن کریم نے قیامت تک کے لئے اس قصہ کو سورہ کہف میں داخل کر کے اسے زندہ جاوید کیوں بنادیا؟ کہ یہ قیامت تک پڑھا جائے گا' تو اس نے ایسا اس لئے کیا تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ ایمان کی یہ قیمت ہے۔ اگرچہ آج اس پر عمل نہیں ہوسکتا۔ اور تشریعی طور پر اس پر عمل کرنا حرام بھی ہے اور قتل ناحق ہے لیکن اللہ تعالیٰ اسے قرآن مجید کی سورہ کہف میں بیان فرما رہا ہے

www.abulhasanalinadwi.org

اسے ایک پیغمبر اور اس کے رفیق کا (جن کا کم سے کم درجہ اولیاء اللہ کا ہوگا) فعل بتایا جارہا ہے آخر اس کی حکمت کیا ہے؟ حکمت یہی ہے کہ ہم آپ سوچیں کہ ایمان وہ قیمتی چیز ہے کہ اس کے لئے حضرت خضر علیہ السلام (نے جو بڑے فقیر بڑے عارف باللہ اور بڑے صاحب بصیرت اور مقبول عند اللہ تھے) انہوں نے یہ کام کیا کہ اس بچہ کی جان لے لی' پھر اللہ تعالٰی نے یہ قصہ سنایا اور قرآن مجید میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کرادیا تاکہ پڑھنے والے یہ سمجھیں کہ ایمان اتنی بڑی چیز ہے کہ اس کے لئے جو چیز خطرہ بننے والی ہے اس خطرہ کو بھی دور کرنا چاہیے چاہے وہ کیسی ہی پیاری اور عزیز کیوں نہ ہو مگر ہم لوگ اس طرح نہیں سوچتے قرآن کریم کا یہ اعجاز اور الہامی نکتہ ہے جسے اللہ تعالٰی نے اس قصہ میں بیان فرمایا ہے۔ کہ حضرت موسیٰ و حضرت خضر علیہما السلام ایک بستی میں گئے اور انہوں نے دیکھا کہ ایک دیوار مسمار ہونے والی ہے اس موقع پر وہ زبان حال سے گویا کہہ رہے تھے کہ ہم پردیسی ہیں اور ہماری ضیافت ہونی چاہیے اور زبان قال سے بھی جیسا کہ قرآن مجید سے اشارہ معلوم ہوتا ہے لیکن پوری بستی میں کسی نے خبر نہیں لی اور کھانا پیش نہیں کیا اور وہ بھوکے رہے مگر دیوار جو گر رہی تھی حضرت خضر علیہ السلام اس کے سنبھالنے میں لگ گئے اور آپ جانتے ہیں کہ گرتی ہوئی دیوار کو سنبھالنا کتنا مشکل ہوتا ہے حیرت کی

www.abulhasanalinadwi.org

بات ہے کہ وہ کہاں سے مسالہ لائے اور کتنی محنت کی ہوگی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا عجب تضاد ہے جنہوں نے کھانے تک کی خبر نہیں لی، ہم سے کھانے کو نہیں پوچھا، ان کا کہاں سے یہ حق تھا اور کیا احسان تھا کہ آپ نے اس دیوار کو جس کی مرمت میں وہ مزدور لگاتے پیسے خرچ کرتے اور خود توجہ کرتے آپ نے اس دیوار کو سنبھال دیا تو انہوں نے کہا۔

واما الجدار فكان لغلا مين يتيمين في المدينة وكان تحته كنز لهما وكان ابوهما صالحا فاراد ربك ان يبلغا اشد هما ويستخرجا كنزهما رحمة من ربك

یہ دیوار دو یتیم بچوں کی تھی جن کا باپ نیک تھا، یہ دیوار اگر گر جاتی تو جو خزانہ اندر دبا ہوا تھا وہ کھل جاتا، سامنے آجاتا اور لوگ لوٹ لے جاتے، اور ان کو غربت کا سامنا کرنا پڑتا اور ان کے پاس کچھ نہ رہتا۔ ایک طرف جان لی ایمان کے خطرے سے اور ایک طرف دیوار سنبھالی ایمان کی فضیلت کی وجہ سے یعنی وہ خود بھی نہیں بلکہ ان کے باپ نیک تھے معلوم نہیں ان کے انتقال کو کتنا زمانہ ہوگیا تھا۔

لیکن حضرت خضر علیہ السلام نے اس ایمان کی اتنی قیمت جانی کہ اس دیوار کو سنبھالا، اور اس کو کھڑا اور ٹھیک کردیا اور وہ خزانہ دبا رہا۔ یہ دونوں واقعے اللہ تعالیٰ نے ایک ہی سورت میں اوپر نیچے بیان کئے تاکہ آپ کو

www.abulhasanalinadwi.org

ایمان اور کفر کا فرق معلوم ہو' ایک طرف ایمان کی یہ قیمت کہ جو بچہ خطرہ بننے والا تھا اس کو ختم کردیا اور ایک طرف ایمان کی یہ قیمت کہ جن کا باپ نیک تھا ابھی ان کا وقت نہیں آیا تھا ابھی وہ سن بلوغ کو نہیں پہنچے تھے' اور وہ دو یتیم بچے تھے ان کا باپ چونکہ صاحب ایمان تھا اور نیک تھا' تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ایمان کی قدردانی میں دیوار سنبھالنے کا انتظام فرمایا اور الہام کے ذریعہ حضرت خضر علیہ السلام نے وہ دیوار سنبھال لی۔

ایمان کو جان پر مقدم سمجھنا ایمان کا تقاضا ہے

بس میں یہ کہتا ہوں کہ اس سے آپ ایمان کی قیمت سمجھئے اب یہ حکم نہیں ہے کہ جس کو آدمی قابل خطرہ سمجھے اس کو اس طرح ختم کردے بلکہ بہتر یہ ہے کہ اگر خطرہ سمجھے تو اس کو اس دیوار کی طرح سنبھالے' جو گر رہی تھی' ویسے ہی اپنی اولاد کو اور آئندہ آنے والی نسل کو گرتی ہوئی دیوار کی طرح کھڑا کردے' اس کو مضبوط بنائے' مستحکم کرے' مسئلہ صرف اتنا ہے کہ اگر ہمارے ذہن اور ہمارے عقیدے نے اس کو قبول کرلیا کہ ایمان جان سے زیادہ عزیز ہے تو پھر علاج و معالجہ اور کپڑے بنانے اور اس کی پوشاک کا خیال کرنے اور پھر آگے بڑھ کر اعلیٰ تعلیم دلانا ان سب سے زیادہ ضروری یہ ہوگا کہ ان کے دل میں ایمان بٹھایا جائے۔ ان کے علاج و

معالجہ سے کپڑے بنانے سے، انہیں دعائیں دینے سے، اور انہیں دیکھ دیکھ کر خوش ہونے سے بھی زیادہ ضروری یہ ہے کہ ان کے ایمان کا تحفظ کرے، اور ایسا انتظام کرے کہ ایمان جانے نہ پائے آخری بات میری طرف سے یاد رکھیئے کہ ایمان جان سے زیادہ عزیز ہے۔

یاایھا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا

اے ایمان والو اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔

دوزخ کی آگ سے کس طرح بچا سکو گے؟ ایمان کے ذریعہ سے بچا سکو گے، سب سے پہلا اور اہم ترین فریضہ ہے اپنی آئندہ نسل کے ایمان کی حفاظت کا سامان کرنا اور اسے ان جھگڑوں، ناکوں، اور ان ٹھکانوں سے بچانا یہاں تک کہ ان تعلیم گاہوں سے بچانا، جہاں ایمان کا خطرہ ہو۔ اور اس کا بدل مہیا کرنا کہ بے علم بھی نہیں رہ سکتے اس دنیا میں نہ پہلے اس کا جواز تھا اور نہ اب جواز ہے، تو تعلیم ضروری ہونی چاہیے۔ لیکن تعلیم اس طرح نہیں ہونی چاہیے کہ ایمان خطرے میں پڑ جائے پھر چاہے آدمی آسمان پر اڑے، اور دریا پر چلے اور سائنس میں اور علم جدید میں اور دوسرے فنون میں کتنی ہی ترقی کرے، اور بڑے سے بڑا سرمایہ دار قارون وقت بن جائے، لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں اور اس کے پیغمبروں کے یہاں اس کی کوئی

www.abulhasanalinadwi.org

قدر و قیمت نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان کی حقیقی قیمت سمجھنے اس کو دنیا کی ہر چیز، ہر دولت پر، ہر نعمت پر، ہر ترقی پر، ہر لذت پر اس کو ترجیح دینے کی توفیق عطا فرمائے، کہ اپنے ایمان کی بھی فکر کریں اور اپنی اولاد کے ایمان کی بھی فکر کریں اور ہم پوری امت مسلمہ کے ایمان پر قائم رہنے کی فکر کریں۔

سب سے بڑھ کر نسل کشی عقیدے اور ایمان کی نسل کشی ہے کہ یہ نسل رہے اور ایمان نہ رہے دین کا امتیاز اور دین کا فرق نہ رہے اور باقی تہذیب اور کلچر اور رسم الخط اور دوسری چیزیں تو اپنی جگہ پر ہیں اس کا پورا ایک منصوبہ تیار ہے کہ لوگ اسلام پر قائم نہ رہیں۔

اللہ تعالیٰ اس ملت اسلامیہ ہندیہ کو اس ملک میں اپنے تمام تشخصات کے ساتھ اپنے تمام امتیازات کے ساتھ سب سے بڑھ کر دین و ایمان اور عقیدہ کے ساتھ حمیت دینی اور حمیت اسلامی کے ساتھ اور نہ صرف یہ کہ ایمان کے باقی رہنے کی ضمانت کے ساتھ اور اس کے اسباب و ذرائع کی موجودگی کے ساتھ بلکہ اس کو ترقی کرنے اور دنیا کے دوسرے اسلامی ملکوں تک اسلام کا پیغام پہنچانے، اور یورپ و امریکہ تک اسلام کا پیغام پہنچانے، مسلمان بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے مدد فرمائے۔ آمین

بشکریہ تعمیر حیات لکھنؤ

۲۵ جون ۱۹۹۶ء

www.abulhasanalinadwi.org

حقیقتِ ایمان کا مزا

حضرت عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ :

تمہیں ایمان کا لطف و مزہ اس وقت تک نہیں حاصل ہو سکتا جب تک تم یہ نہ یقین رکھو کہ اچھا یا برا جو کچھ تمہارے ساتھ پیش آرہا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ انتقال کے وقت اپنے صاحب زادہ سے فرمایا :

پیارے بیٹے تمہیں حقیقتِ ایمان کا مزہ اس وقت تک قطعاً نہیں حاصل ہو سکتا، جب تک تم یہ نہ یقین رکھو کہ جس آزمائش و پریشانی سے تم دوچار ہوئے، وہ تم سے ٹل نہیں سکتی تھی اور جس سے تم محفوظ رہے وہ تمہیں کبھی نہیں پہنچ سکتی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے تھے :

اے اللہ میں تجھ سے ایسے ایمان کا سوال کرتا ہوں جو میرے دل میں رچ بس جائے، یہاں تک کہ مجھے یہ یقین ہو جائے کہ مجھے وہی مصیبت پہنچ سکتی ہے جس کو تو نے میرے لئے مقدّر فرما دیا ہے اور تو نے میرے لئے جو روزی و سامانِ معیشت مقدّر فرما دیا ہے اس پر راضی و قانع رکھ۔

رسالۃ المسترشد

حارث محاسبی بغدادی (تحقیق و تخریج شیخ عبدالفتاح ابو غدہ)

صدیقی ٹرسٹ
صدیقی ہاؤس المنظر اپارٹمنٹس
القادر پرنٹنگ پریس فون : ۷۷۲۲۷۳۸

www.abulhasanalinadwi.org